جناب صباح الدین عبدالرحمٰن

لبنان کا مشہد اکبر

ان سطروں کو سپرد قلم کرتے وقت اسرائیل کے صیہونیوں نے لبنان کے پناہ گزین فلسطینی مسلمانوں پر اپنی ہلاکت آفریں بمباری سے جو انتہائی خوں ریز مظالم ڈھائے ہیں اس سے انسانیت کی گردن شرم و ندامت سے جھکی ہوئی ہے۔

یہودیت اپنے ازلی خبث نفس کے ساتھ پھر ایک بار نمودار ہوگئی ہے۔ انہوں نے فلسطینی مسلمانوں کو ان کے قدیم وطن فلسطین سے نکالا تو وہ مشرق وسطیٰ کے مختلف ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان کی ایک بڑی تعداد لبنان میں پناہ گیر ہوئی۔ ان ہی پر اسرائیلی امریکہ کے مہلک اسلحہ سے حملے کر رہے ہیں جن میں اب تک بی بی سی کے بیان کے مطابق تیس ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ ان کو دفن کرنے کے لیے جگہیں نہیں مل رہی ہیں۔ ایک ایک قبر میں بیس بیس پچیس پچیس لاشیں دفن کی جا رہی ہیں۔ جو زندہ ہیں وہ اپنی جائے پناہ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں۔ ان کے کھانے پینے کے سامان پہنچنے کے راستے مسدود کر دیے گئے ہیں۔ بچے یتیم، عورتیں بیوہ، بوڑھے بے کس اور نوجوان بے سہارا بن کر مشہد اکبر کا منظر دیکھ رہے ہیں۔ عربوں کی غیرت، مسلمانوں کی ایمانی حرارت اور عام انسانوں کی حمیت اس خون خواری اور درندگی کے خلاف بروئے کار آنی چاہیے تھی۔ مگر وہ صرف دور کے تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ کہ یہ بہادر فلسطینی خون میں نہا رہے ہیں۔ آگ میں جل رہے ہیں اور موت سے کھیل رہے ہیں۔

یہودی اور عیسائی مستشرقین مسلمانوں کی تاریخ کو قصائی کی دوکان کہنے میں نہیں شرماتے۔ لبنان مشرق ہی میں ہے۔ یہ اس وقت مذبح بنا ہوا ہے۔ امریکہ کے عیسائی صدر ریگن اور اسرائیل کے وزیر اعظم بیگن کی وجہ سے یہ خون ریزی ہو رہی ہے۔ دور کے تماشائی ان دونوں کو بوچر کہہ رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دو وحشیوں کی تاریخ ہمارے مستشرقین اپنے قلم کے حسن کرشمہ ساز سے کس رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اس کو توریت اور انجیل کی عین تعلیم اور اس سفاکی کو غیر معمولی فتح مندی اور کامرانی قرار دیتے ہیں۔ یا بہیمیت اور یہودیت کی ایک انتہائی شرمناک مثال۔

اسرائیل امریکہ کے سہارے عربوں کا خون جتنا چاہیں بہائیں، ان کو بار بار شکست کیوں نہ دے دیں اور وہ بالکل تباہ و برباد کیوں نہ ہو جائیں۔ مگر وہ وہیں رہیں گے جہاں چودہ سو سال سے رہتے چلے آئے ہیں۔ لیکن تاریخ کہتی ہے کہ کبھی کوئی فاتح قوم ہمیشہ فاتح بن کر نہیں رہی۔ سکندر اعظم، سیزر، ہنیبال، نپولین، مسولینی اور ہٹلر کے سارے فاتحانہ کارنامے بھلا دئے گئے۔ ہر فاتح کو ایک دن شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسرائیل کو بھی ایک دن شکست کھانی ہے۔ پھر دور دور ملکوں سے آکر ریت کے ٹیلوں پر گھر بنانے والے یہودی ریگ صحرا کی طرح اڑتے نظر آئیں گے۔ اس وقت ان کا سہارا صرف امریکی اسلحہ ہے جب کبھی بھی یہ روک دئے گئے تو ان کا وجود صفر رہ جائے گا۔

امریکہ اور لبنان کے عیسائی اس وقت یہودیوں کے طرفدار ہو گئے ہیں۔ لیکن ان عیسائیوں کو اپنی انجیل مقدس پہ کچھ بھی اعتماد ہے تو اسی میں یہودیوں کو خطا کار گروہ، بدکرداری سے لدی ہوئی قوم، بدکرداروں کی نسل، باغی اجھوٹے فرزند۔ خدا کی شریعت کو سننے سے انکار کرنے والا کہا گیا ہے۔ باب ۱۔ آیت ۴ — ۵ باب ۳۔ آیت ۹ — ۱۴) انجیل ہی میں ہے کہ یہودیوں نے حضرت سلیمانؑ کو شرک، بت پرستی، جادوگری اور زنا کے بدترین الزامات سے متہم کیا۔ انہوں نے حضرت داؤد پہ اوریاہ کی بیوی سے زنا کرنے کا بھی الزام لگایا۔ یہی یہودی اپنی فطری سرشت سے فلسطینیوں پہ جو چاہیں الزام رکھ کر ان پر قہر و ستم کا پہاڑ توڑ ڈالیں۔

مگر وہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں جو یہ یقین کامل نہ رکھتا ہو کہ یہ یہودی ایک دن پہلے ہی کی طرح ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے۔ وہ اپنی بدکرداری، خطاکاری اور جھوٹ کی وجہ سے ہزاروں برس سے خوار ہیں۔ ان کی خواری، ان کی خون خواری سے دور نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مغضوب ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ یہ یہودی جہاں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار پڑی۔ لیکن اللہ کے ذمہ یا انسانوں کے ذمہ میں ان کو کبھی پناہ مل گئی تو یہ اور بات ہے (آل عمران ۱۲)

اس وقت ان کو امریکہ کے اسلحہ کی وقتی پناہ ضرور مل گئی ہے۔ لیکن قرآن حکیم میں ہے کہ یہ اللہ کے غضب میں گھر چکے ہیں۔ ان پر بے چارگی مسلّط کر دی گئی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا ہے کہ یہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے۔ انہوں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔ یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا انجام ہے (آل عمران)

قرآن حکیم میں یہ بھی پیشین گوئی ہے کہ تمہارے رب نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ قیامت تک برابر ایسے لوگ ان پر یعنی یہودیوں پر مسلّط کرتا رہے گا جو ان کو بدترین عذاب دیں گے۔ یقیناً تمہارا رب سزا دینے میں تیز دست ہے۔ (الاعراف ۲۰)

مسلمانوں کو اسی پر یقین کامل رکھنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت یہودی مسلمانوں کو بدترین عذاب دے رہے ہیں۔ اس کو فلسطینی مسلمان اپنی بداعمالیوں کی سزا سمجھیں۔ ایسی سزا صلیبی جنگ میں مسلمان پا چکے ہیں بیت المقدس کی فتح کے بعد عیسائیوں نے اسی اندھے تعصب کا ثبوت دیا جو آج یہودی دے رہے ہیں۔

"تاریخ یورپ" کا مصنف اے جی گرانٹ رقمطراز ہے:۔

صلیبیوں کے نزدیک دشمن کو قتل کرنا خدا کی عبادت کے مساوی تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے پوپ کو لکھ بھیجا کہ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تو اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی حضرت سلیمانؑ کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔

صلیبیوں کی فتح اور مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لین پول نے لکھا تھا۔ اس وقت مسلمانوں میں ہر شخص ٹوٹے ہوئے تاج کے ٹکڑوں کے لئے دست و گریبان تھا۔ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ سے رشک رکھتا تھا۔ کوئی صاحب ہمت ان میں ایسا نہ تھا جو سب کا سردار اور راہبر بن کر دشمن سے لڑنے کو تیار ہو جاتا۔ یہی اسباب اس وقت یہودیوں کی کامرانی اور فلسطینیوں کی ناکامی کے ہیں۔ مگر جب مسلمانوں میں ان میں اصلی ایمانی حرارت اور ملی یک جہتی لوٹ آئی تو پھر عیسائیوں کی ساری متحدہ قوتیں بیکار ثابت ہوئیں۔ بیت المقدس پر سال تک مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ اب اس پر یہودیوں کا تسلط ہے۔ یہودی اپنی عارضی کامیابی پر چاہے جتنا خوش ہو لیں۔ یہ یہودی لڑائی صلیبی جنگ کی طرح برسوں جاری رہے گی۔ مسلمانوں میں جب کبھی ان کی ایمانی غیرت اور اخوی یگانگت اصلی معنوں میں عود کر آئے گی تو کوئی نورالدین زنگی اور کوئی صلاح الدین ایوبی پھر پیدا ہو کر رہے گا۔ اور قرآن حکیم کی بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ ان یہودیوں پر ایسے لوگ ضرور مسلط کرے گا جو ان کو بدترین عذاب دیں گے۔